متعة النّساء

ہم متعہ کیوں کرتے ہیں؟

مصنف

عبدالکریم مشتاق

ناشر
رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار - کھارادر - کراچی ۲

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

"یا اللہ پھیر دے حق کو اُدھر جدھر علی پھرے" "دعائے رسول"

متعۃ النساء (مع اضافہ)

ہم متعہ کیوں کرتے ہیں؟

عقل حمید، قرآن مجید، سنتِ رسول، عمل اصحاب رسول اور تصدیق علماء کی روشنی میں

مصنف
عبدالکریم مشتاق

تمام حوالہ جات اہل سنت و الجماعۃ کی کتب سے نقل کیے ہیں اور منقولہ عبارات کی ذمہ داری قبول کی جاتی ہے۔

ناشر
رحمت اللہ بک ایجنسی۔ ناشران و تاجران کتب
بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی ۲

متعہ: معینہ مدت کا نکاح

تحریر
ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی
ترجمہ: مستجاب احمد انصاری

جس طرح تمام مسلمان فقیہوں میں نکاح کے لیے یہ شرط ہے کہ لڑکی اور لڑکے کی طرف سے ایجاب وقبول کیا جائے اور مہر معین کیا جائے، اسی طرح سے متعہ میں بھی مہر کو معین کیا جانا ضروری ہے۔ نیز طرفین کی طرف سے ایجاب وقبول بھی شرط ہے، مثلاً:

لڑکی لڑکے سے کہے: زَوَّجْتُكَ نَفْسِي بِمَهْرٍ قَدْرُهُ كَذَا وَ لِمُدَّةٍ كَذَا۔ [1]

اس پر لڑکا کہے: قَبِلْتُ یا کہے: رَضِيْتُ۔

شریعتِ اسلام میں عام طور سے جتنی شرطیں نکاح کے لیے مقرر کی گئی ہیں کم وبیش وہ تمام شرطیں متعہ کے لیے بھی مقرر کی گئی ہیں۔ مثلاً جس طرح محرم سے (یا ایک ہی وقت میں دو بہنوں سے) نکاح نہیں ہو سکتا اسی طرح متعہ بھی نہیں ہو سکتا (اور جس طرح بعض فقہاء کے نزدیک اہلِ کتاب سے نکاح جائز ہے اسی طرح متعہ بھی جائز ہے) اور جس طرح نکاح کے بعد طلاق ہو جانے پر منکوحہ کے لیے عدت ضروری ہے جس کے بعد ہی وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے اسی طرح ممتوعہ بھی متعہ کے بعد عدت میں بیٹھتی ہے اور عدت پوری کرنے کے بعد ہی دوسرا متعہ یا نکاح کر سکتی ہے۔ ممتوعہ کی عدت دو طہر (یا پینتالیس دن) ہے لیکن شوہر کے مرجانے کی صورت میں یہ مدت چار ماہ دس دن ہے۔

متعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نہ نفقہ ہے نہ میراث، اس لیے

---

[1] کذا و کذا کی بجائے مہر کی رقم اور متعہ کی مدت بولے۔

مُتعہ کرنے والے مرد اور عورت ایک دوسرے سے میراث نہیں پاتے۔

مُتعہ سے پیدا ہونے والے بچے نکاح سے پیدا ہونے والے بچوں کی طرح حلالی ہوتے ہیں اور انھیں عام بچوں کی طرح میراث اور نفقہ (روٹی، کپڑا، مکان، دوا دارو وغیرہ) کے تمام حقوق حاصل ہوتے ہیں اور ان کا نسب اپنے باپ سے چلتا ہے۔

یہ ہیں مُتعہ کی شرائط اور حُدود۔ اس کا حرام کاری سے دُور کا بھی تعلق نہیں، جیسا کہ بعض غلط الزام لگانے والے اور بیجا شور مچانے والے سمجھتے ہیں۔

اپنے شیعہ بھائیوں کی طرح اہلِ سُنّت والجماعت کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ سورۂ نساء کی آیت ۲۴ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُتعہ کی تشریع کی گئی ہے آیت یہ ہے:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا.

پس جن عورتوں سے تم نے مُتعہ کیا ہے تو انھیں جو مہر مقرر کیا ہے دے دو اور مہر کے مقرر ہونے کے بعد اگر آپس میں کم و بیش پر راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں بیشک خدا ہر چیز سے واقف اور مصلحتوں کا جاننے والا ہے۔

اسی طرح اس پر بھی شیعہ اور سُنّی دونوں کا اتفاق ہے کہ رسول اللہؐ نے مُتعہ کی اجازت دی تھی اور صحابہ نے عہدِ نبوی میں مُتعہ کیا تھا۔

اختلاف صرف اس پر ہے کہ کیا مُتعہ کا حکم منسوخ ہو گیا یا اب بھی باقی ہے۔ اہلِ سُنّت اس کے منسوخ ہو جانے کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے مُتعہ حلال تھا پھر حرام کر دیا گیا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نسخ حدیث سے ہوا ہے قرآن سے نہیں۔ اس کے برخلاف شیعہ کہتے ہیں کہ مُتعہ منسوخ ہی نہیں ہوا۔ یہ قیامت تک جائز رہے گا۔

فریقین کے اقوال پر ایک نظر ڈالنے سے حقیقت واضح ہو جائے گی اور قارئین باتمکین کے لیے ممکن ہو گا کہ وہ تعصب اور جذبات سے بالاتر ہو کر حق کا اتباع

کر سکیں۔

شیعہ جو یہ کہتے ہیں کہ متعہ منسوخ نہیں ہوا اور یہ قیامت تک جائز رہے گا اس کے متعلق ان کی اپنی دلیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہؐ نے کبھی متعہ سے منع کیا ہو۔

اس کے علاوہ ہمارے ائمہ جو عترتِ طاہرہ سے ہیں اس کے حلال اور جائز ہونے کے قائل ہیں۔ اگر متعہ منسوخ ہوگیا ہوتا تو ائمہ اہلِ بیت کو اور خصوصاً امام علیؑ کو ضرور اس کا علم ہوتا کیونکہ گھر کا حال گھر والوں سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے۔!

ہمارے نزدیک جو بات ثابت ہے، وہ یہ ہے کہ عمرؓ بن خطاب نے اپنے عہدِ خلافت میں اسے حرام قرار دیا تھا، لیکن یہ ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ اس بات کو علمائے اہلِ سنّت بھی تسلیم کرتے ہیں لیکن ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کو عمر بن خطاب کی رائے اور اجتہاد کی بنا پر نہیں چھوڑ سکتے۔

یہ ہے متعہ کے بارے میں شیعوں کی رائے کا خلاصہ، جو بظاہر بالکل درست اور صحیح ہے۔ کیونکہ سب مسلمان اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی پیروی کرنے کے مکلّف ہیں، کسی اور کی رائے کی نہیں، خواہ اس کا رتبہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو خصوصاً اگر اس کا اجتہاد قرآن و حدیث کے نصوص کے خلاف ہو۔

اس کے برعکس، اہلِ سنّت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ متعہ پہلے حلال تھا، اس کے متعلق قرآن میں آیت بھی آئی تھی، رسول اللہؐ نے اس کی اجازت بھی دی تھی، صحابہ نے اس پر عمل بھی کیا تھا لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ کس نے منسوخ کیا، اس میں اختلاف ہے:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی وفات سے قبل منسوخ کر دیا تھا[1]

---

[1] یہ بات وثوق سے معلوم نہیں کہ رسول اللہؐ نے کب منسوخ کیا تھا، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ روزِ خیبر اور کچھ کہتے ہیں کہ روزِ فتح مکہ اور کچھ کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں اور کچھ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں اور کچھ کہتے ہیں عمرۃ القضا میں رسول اللہؐ نے اسے منسوخ کیا تھا۔ (ناشر)

کچھ کا کہنا ہے کہ عمر بن خطّاب نے متعہ کو حرام کیا اور ان کا حرام کرنا ہمارے لیے حجّت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ

"میری سُنّت اور میرے بعد آنے والے خلفائے راشدین کی سنت پر چلو اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔"

اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ متعہ اس لیے حرام ہے کہ عمر بن خطّاب نے اسے حرام کیا تھا اور سُنّتِ عمر کی پابندی اور پاسداری ضروری ہے، تو ایسے لوگوں سے تو کوئی گفتگو اور بحث بیکار ہے، کیونکہ ان کا یہ قول محض تعصب اور تکلفِ بے جا ہے، ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان اللہ اور رسولؐ کا قول چھوڑ کر اور ان کی مخالفت کر کے کسی ایسے مجتہد کی رائے پر چلنے لگے جس کی رائے بنا بر بشریت صحیح کم ہوتی ہے اور غلط زیادہ۔ یہ صورت بھی اس وقت ہے جب اجتہاد کسی ایسے مسئلے میں ہو جس کے بارے میں قرآن و سُنّت میں کوئی تصریح نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی تصریح موجود ہو تو پھر حکمِ خداوندی یہ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا.

جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو پھر اس بات میں کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کو کوئی اختیار نہیں۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ بالکل گمراہ ہو گیا۔ (سورۂ احزاب - آیت ۳۶)

جسے اس قاعدہ پر مجھ سے اتفاق نہ ہو، اس کے لیے اسلامی قوانین کے بارے میں اپنی معلومات پر نظرِ ثانی کرنی اور قرآن وحدیث کا مُطالعہ کرنا ضروری ہے کیونکہ قرآن خود مذکورہ بالا آیت میں بتلاتا ہے کہ جو قرآن و سُنّت کو حجّت نہیں مانتا وہ کافر اور گمراہ ہے۔ اور ایک اسی آیت پر کیا موقوف ہے قرآن میں ایسی متعدد آیات موجود ہیں۔

اسی طرح اس بارے میں احادیث بھی بہت ہیں، ہم صرف ایک حدیثِ نبوی پر اکتفا کریں گے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا :

"جس چیز کو محمدؐ نے حلال کیا وہ قیامت تک کے لیے حلال
ہے اور جس چیز کو محمدؐ نے حرام کیا وہ قیامت تک کے لیے حرام ہے"

اس لیے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی ایسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں فیصلہ کرے جس کے متعلق اللہ یا اس کے رسول کا حکم موجود ہو ۔

تکمیلِ دین کے بعد نہ ترمیم سوچیے
بندہ نواز ! آپ رسالت نہ کیجیے

اس سب کے باوجود بھی جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم یہ مان لیں کہ خلفائے راشدین کے افعال و اقوال اور ان کے اجتہادات پر عمل ہمارے لیے ضروری ہے، ہم ان سے صرف اتنا عرض کریں گے کہ :

"کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں حجّت کرتے ہو ؟ وہ تو ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی ۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ۔ اور ہم تو اسی کے لیے خالص ہیں۔" (سورۂ بقرہ ۔ آیت ۱۳۹)

لہٰذا ہماری بحث کا تعلق صرف اس گروہ سے ہے جو یہ کہتا ہے کہ رسول اللہؐ نے خود متعہ کو حرام قرار دیا تھا اور یہ کہ قرآن کا حکم حدیث سے منسوخ ہو گیا۔[1]

مگر ان لوگوں کے اقوال میں بھی تضاد ہے اور ان کی دلیل کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ۔ اگرچہ ممانعت کی روایت صحیح مسلم میں آئی ہے ۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خود رسول اللہؐ نے متعہ کی ممانعت فرما دی تھی تو اس کا علم ان صحابہ کو کیوں نہیں ہوا جنھوں نے عہدِ ابوبکرؓ میں اور عہدِ عمرؓ کے اوائل میں متعہ کیا ، جیسا کہ اس کی روایت خود صحیح مسلم میں ہے ۔ :

عطاء کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری عمرہ کے لیے آئے تو ہم ان کی قیام گاہ پر گئے ۔ لوگ ان سے اِدھر اُدھر کی باتیں

---

[1] واضح رہے کہ حدیث سے قرآن کا حکم منسوخ نہیں ہوتا کیونکہ قانون سازی انبیاء کا کام نہیں ہے، ان کا کام تو بس یہ ہے کہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون اس کے بندوں تک پہنچا دیں وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (ناشر)

پوچھتے رہے۔ پھر متعہ کا ذکر چھڑ گیا۔ جابر نے کہا: ہاں ہم نے رسول اللہؐ کے زمانے میں بھی متعہ کیا ہے[1] اور ابوبکر اور عمرؓ کے عہد میں بھی۔

اگر رسول اللہؐ متعہ کی ممانعت کر چکے ہوتے تو پھر ابوبکر اور عمرؓ کے زمانے میں صحابہ کے لیے متعہ کرنا جائز نہ ہوتا۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے نہ متعہ کی ممانعت کی تھی اور نہ اسے حرام قرار دیا تھا۔ ممانعت تو عمر بن خطاب نے کی۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں آیا ہے:

ابو رجاء نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ ابن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ متعہ کی آیت کتاب اللہ میں نازل ہوئی تھی چنانچہ ہم نے اس وقت متعہ کیا جب ہم رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔ قرآن میں کبھی متعہ کی حرمت نازل نہیں ہوئی، اور نہ رسول اللہؐ نے اپنی وفات تک متعہ سے منع کیا۔ اس کے بعد ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا۔

محمدؐ کہتے ہیں کہ لوگ یہ کہتے تھے کہ ایک شخص سے مراد عمرؓ ہیں۔

صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۵۸

اب دیکھیے! رسول اللہؐ نے اپنی وفات تک متعہ سے منع نہیں کیا۔ جیسا کہ یہ صحابی تصریح کرتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر وہ نہایت صاف الفاظ میں اور بغیر کسی ابہام کے متعہ کی حرمت کو عمرؓ سے منسوب کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عمرؓ نے جو کچھ کہا اپنی رائے سے کہا۔

اور دیکھیے:

جابر بن عبداللہ انصاری صاف کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ کے زمانے میں اور ابوبکر کے عہدِ خلافت میں ایک مٹھی کھجور یا ایک مٹھی آٹے کے عوض متعہ کیا کرتے تھے۔ آخر عمرؓ نے عمرو

---

[1] مثلاً زبیر بن العوام نے حضرت ابوبکر کی بیٹی اسماء سے متعہ کیا تھا۔ اس متعہ کے نتیجے میں عبداللہ بن زبیر اور عروہ بن زبیر پیدا ہوئے تھے۔ جیسا کہ امام اہلسنت راغب اصفہانی نے محاضرات الادباء میں لکھا ہے۔ (ناشر)

بن حریث کے قصے میں اس کی ممانعت کردی ۔[1]

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چند دوسرے صحابہ بھی حضرت عمر کی رائے سے متفق تھے لیکن اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ۔بعض صحابہ تو اس وقت بھی عمر کے ساتھ تھے جب انھوں نے رسول اللہ ص پر ہذیان گوئی کی تہمت لگائی تھی اور کہا تھا کہ ہمارے لیے کتابِ خدا کافی ہے ۔

اور سنیئے !

ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں جابر کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا : ابنِ عباس اور ابنِ زبیر کے درمیان متعتین کے بارے میں اختلاف ہوگیا ہے ۔اس پر جابر نے کہا : ہم نے رسول اللہ ص کے زمانے میں دونوں متعے کیے ہیں ، بعد میں عمر نے ہمیں منع کر دیا تو پھر ہم نے کوئی متعہ نہیں کیا ۔[2]

اس لیے ذاتی طور پر میرا خیال یہ ہے کہ بعض صحابہ نے جو متعہ کی ممانعت رسول اللہ ص سے منسوب کی ہے اس کا مقصد محض عمر کی رائے کی تصویب اور تائید تھا ۔ ورنہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ کسی ایسی چیز کو حرام قرار دیں جسے قرآن نے حلال ٹھہرایا ہو ۔ تمام اسلامی احکام میں ہمیں ایک بھی ایسا حکم معلوم نہیں کہ اللہ جلّ شانہ نے کسی چیز کو حلال کیا ہو اور رسول اللہ ص نے اسے حرام کردیا ہو ۔ اس کا کوئی قائل بھی نہیں ۔ البتہ معاند اور متعصب کی بات اور ہے ۔

اگر ہم برائے بحث یہ مان بھی لیں کہ رسول اللہ ص نے متعہ کی ممانعت فرما دی تھی ، تو امام علی ع کو کیا ہوگیا تھا کہ انھوں نے نبیِ اکرم ص کے خاص مقرب ہونے کے باوجود اور اسلامی احکام کی سب سے زیادہ واقفیت رکھنے کے باوصف فرمادیا کہ

"متعہ تو اللہ کی رحمت اور بندوں پر اس کا خاص احسان ہے اگر عمر اس کی ممانعت نہ کردیتے تو کوئی بدبخت ہی زنا کرتا "

تفسیر ثعلبی ۔ تفسیر طبری ۔

---

[1] و [2] صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۳۱

اس کے علاوہ خود عمرؓ بن خطّاب نے بھی یہ نہیں کہا کہ رسول اللہؐ نے متعہ کی ممانعت کر دی تھی بلکہ صاف صاف یہ کہا تھا کہ

مُتْعَتَانِ كَانَتَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ وَأَنَا أَنْهَى عَنْهُمَا وَأُعَاقِبُ عَلَيْهِمَا : مُتْعَةُ الْحَجِّ وَ مُتْعَةُ النِّسَاءِ .

دو متعے رسول اللہؐ کے زمانے میں تھے، اب میں ان کی ممانعت کرتا ہوں اور جو یہ متعے کرے گا اسے سزا دوں گا۔ ان میں ایک متعۂ حج ہے اور دوسرا عورتوں کے ساتھ متعہ ہے۔

فخرالدین رازی، تفسیر کبیر فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ کی تفسیر کے ذیل میں۔

حضرت عمرؓ کا یہ قول مشہور ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل اس بات کی بہترین گواہ ہے کہ اہلِ سُنت والجماعت میں متعہ کے بارے میں سخت اختلاف ہے : کچھ لوگ رسول اللہؐ کا اتباع کرتے ہوئے اس کے حلال ہونے کے قائل ہیں اور کچھ لوگ عمرؓ بن خطاب کی پیروی میں اسے حرام کہتے ہیں۔ امام احمد نے روایت کی ہے :

ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انھوں نے کہہ دیا کہ رسول اللہؐ نے متعہ کرنے کو کہا ہے، تو عروہ بن زبیر نے کہا : متعہ سے تو ابوبکر اور عمرؓ نے منع کر دیا تھا۔ ابن عباسؓ بولے : یہ عروہ کا بچہ کیا کہتا ہے ؟ کسی نے کہا : یہ کہتے ہیں کہ ابوبکر اور عمرؓ نے متعہ سے منع کر دیا تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا : مجھے تو ایسا نظر آرہا ہے کہ یہ لوگ جلد ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ میں کہتا ہوں : رسول اللہؐ نے کہا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ابوبکر اور عمرؓ نے منع کر دیا۔

مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۳۳۷

جامع ترمذی میں ہے کہ

عبداللہ بن عمرؓ سے حج کے متعہ کے بارے میں کسی نے سوال کیا تو انھوں نے کہا : جائز ہے۔ پوچھنے والے نے کہا: آپ کے والد نے تو اس سے منع کیا تھا۔ ابنِ عمرؓ نے کہا : تمہارا کیا خیال ہے، اگر

میرے والد تمتع سے منع کریں اور رسول اللہؐ نے خود تمتع کیا ہو تو
میں اپنے والد کی پیروی کروں یا رسول اللہؐ کے حکم کی ؟ اس نے
کہا : ظاہر ہے ، رسول اللہؐ کے حکم کی ۔ جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۱۵۷
اہلِ سُنّت والجماعت نے عورتوں کے مُتعہ کے بارے میں تو عُمر کی بات مان
لی لیکن مُتعہ حج کے بارے میں ان کی بات نہ مانی ۔ حالانکہ عُمر نے ان دونوں سے
ایک ہی موقع پر منع کیا تھا ، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ۔
اس پورے قصّے میں اہم بات یہ ہے کہ ائمہ اہلِ بیت اور ان کے شیعوں
نے عُمر کی بات کو غلط بتایا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ دونوں مُتعے قیامت تک حلال اور
جائز رہیں گے ۔ کچھ علمائے اہلِ سُنّت نے بھی اس بارے میں ائمہ اہلِ بیت
کا اتباع کیا ہے ۔ میں ان میں سے تیونس کے مشہور عالم اور زیتونہ یونیورسٹی کے
سربراہ شیخ طاہر بن عاشور رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کروں گا ۔ انھوں نے اپنی مشہور تفسیر
التحریر والتنویر جلد ۲ صفحہ ۵ آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ کی تفسیر کے ذیل میں
مُتعہ کو حلال کہا ہے ۔
علماء کو اسی طرح اپنے عقیدے میں آزاد ہونا چاہیے اور جذبات اور عصبیت
سے مُتاثر نہیں ہونا چاہیے اور نہ کسی کی مخالفت کی پروا کرنی چاہیے ۔
اس معاملے میں فیصلہ کُن اور ناقابلِ تردید دلائل شیعوں کی تائید میں موجود
ہیں جن کے سامنے انصاف پسند اور ضدی طبیعت دونوں کو سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے

اَلْحَقُّ يَعْلُوْ وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ ۔

حق ہی غالب رہتا ہے ، کوئی اسے مغلوب نہیں کر سکتا !

مسلمانوں کو تو امام علیؑ کا یہ قول یاد رکھنا چاہیے کہ

"مُتعہ رحمت ہے اور یہ اللہ کا احسان ہے جو اس نے
اپنے بندوں پر کیا ہے ۔"

اور واقعی اس سے بڑی رحمت کیا ہو سکتی ہے کہ مُتعہ شہوت کی بھڑکتی
ہوئی آگ کو بُجھاتا ہے جو کبھی کبھی انسان کو مرد ہو یا عورت اس طرح بے بس
کر دیتی ہے کہ وہ درندہ بن جاتا ہے ۔ کتنی ہی عورتوں کو مرد اپنی شہوت کی آگ

بجھانے کے بعد قتل کردیتے ہیں!!

مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ سُبحانہٗ نے زانی اور زانیہ کے لیے اگر شادی شدہ ہوں تو سنگسار کیے جانے کی سزا مقرر کی ہے، اس لیے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے محروم رکھے جبکہ اسی نے ان کو اور ان کی فطری خواہشات کو پیدا کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ ان کی بہتری کس چیز میں ہے۔

جب خدائے غفورُالرحیم نے اپنے بندوں کو اپنے فضل وکرم سے متعہ کی اجازت دے دی ہے تو اب زنا وہی کرے گا جو بالکل ہی بدبخت ہوگا۔ یہی صورت چوری کی ہے۔ چور کی سزا قطعِ ید ہے لیکن اگر مفلسوں اور محتاجوں کے لیے بیتُ المال موجود ہے تو کوئی بدبخت ہی چوری کرے گا۔

الٰہی! میں معافی کا طلبگار ہوں اور توبہ کرتا ہوں کیونکہ میں نوجوانی میں دینِ اسلام سے سخت خفا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ ''اسلام کے احکام بہت سخت اور ظالمانہ ہیں جو مرد عورت دونوں کے لیے جنسی عمل پر سزائے موت تجویز کرتے ہیں، حالانکہ ہوسکتا ہے کہ یہ جنسی عمل طرفین کی ایک دوسرے سے محبت کا نتیجہ ہو۔ پھر سزائے موت بھی کیسی؟ بدترین موت! سنگسار کرنے کی سزا! اور وہ بھی مجمع عام میں کہ کُل عالم دیکھے''

اس طرح کا احساس اکثر مسلمان نوجوانوں میں پایا جاتا ہے، خصوصاً آجکل کے زمانے میں، جبکہ مخلوط سوسائٹی، بے پردگی اور بے ہودہ طور طریقوں کی وجہ سے ان نوجوانوں کی لڑکیوں سے مُڈبھیڑ ہوتی ہے، اسکول کالج میں، سڑک پر اور ہر جگہ۔

یہ کوئی معقول بات نہیں ہوگی اگر ہم ایسے مسلمان کا موازنہ جس نے قدیم طرز کے اسلامی مُعاشرے میں تربیت پائی ہو اس مسلمان سے کریں جو نسبتاً ترقی یافتہ ملک میں رہتا ہو جہاں ہر معاملے میں مغرب کی تقلید کی جاتی ہو۔

اکثر نوجوانوں کی طرح میری بھی جوانی مغربی تہذیب اور دین کے درمیان یا یُوں کہہ لیجیے کہ جنسی جبلت اور خواہش اور خوفِ خُدا و آخرت کے درمیان مستقل اور دائمی کشمکش میں گزری ہے۔ ہمارے ملکوں میں خوفِ خدا ہی رہ گیا

ہے، زنا کی دُنیوی سزا تو غائب ہو چکی ہے اس لیے مسلمان صرف اپنے ضمیر کو جواب دِہ ہے۔ اب یا تو وہ گھٹن میں وقت گزارے جس سے ایسے نفسیاتی امراض کا اندیشہ ہوتا ہے جو خطرناک ہو سکتے ہیں یا پھر اپنے آپ کو اور اپنے پروردگار کو دھوکا دیکر وقتاً فوقتاً بدکاری کے گڑھے میں گرتا رہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اسلام اور اسلامی شریعت کے اَسرار جب ہی میری سمجھ میں آئے جب مجھے تشیّع سے واقفیت ہوئی۔

جبکہ شیعہ علماء کی تصانیف خصوصاً ان کی فِقہ، احکام عقائد اور علمِ کلام سے متعلق کتابیں مشرق و مغرب میں ہر جگہ اتنی تعداد میں پھیلی ہوئی ہیں کہ اس سے زیادہ تعداد کی کسی مذہب کے ماننے والوں سے توقع نہیں کی جاسکتی۔"

میں نے شیعہ عقائد کو ایک رحمت جانا اور ان عقائد میں سماجی، اقتصادی، اور سیاسی مشکلات کا حل پایا۔ ان ہی عقائد کے ذریعے سے مجھے معلوم ہوا کہ اللہ کے دین میں آسانی ہی آسانی ہے، مشکل کا نام نہیں۔ اللہ نے ہمارے لیے دین میں تنگی نہیں رکھی۔ امامت رحمت ہے۔ عصمتِ ائمہؑ کا عقیدہ رحمت ہے۔ بَدَاء رحمت ہے۔ قضا و قدر سے متعلق شیعہ جو کچھ کہتے ہیں رحمت ہے۔ تقیہ رحمت ہے۔ نکاحِ متعہ رحمت ہے۔ مختصر بات یہ کہ یہ سب کچھ وہ حق ہے جس کی تعلیم خاتم النبییّن حضرت محمّد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی جو رَحمۃٌ لِلعَالَمِین بناکر بھیجے گئے تھے۔

اب آپ خود دیکھ لیجیے کہ دشمنوں کے خیال کے برخلاف یہاں نہ نِفاق ہے نہ مکر و فریب، نہ دھوکا ہے نہ جھوٹ!

لِاَکُونَ مَعَ الصَّادِقِیْنْ

پیش لفظ

مسئلہ متعہ کئی صدیوں سے اہل اسلام میں متنازعہ فیہ چلا آرہا ہے فریقین نے اس موضوع پر بے شمار کتب تحریر فرمائی ہیں اور اپنی اپنی بساط فہم کے مطابق دلائل و اثبات پیش کیے ہیں لیکن بات جہاں تھی وہاں ہی رہی تائید و تصدیق اور انکار و تردید پر ہر جانب سے خامہ فرسائی ہوتی رہی ہے لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکل سکا۔ علمائے کرام کے بعد حقیر طفل مکتب کا اس عنوان پر کچھ لکھنا محض سعی تائید ہے بغرض تبلیغ اپنے اخروی فائدہ کی خاطر یہ ٹوٹی پھوٹی عبارت ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

میں نے کوشش کی ہے کہ اپنے ہر استدلال کو مخالف جماعت کی مسلمہ تحریرات سے اخذ کروں اور اپنے قلم سے اُن ہی کی زبان میں گفتگو پیش کر کے دعوت غور کی التماس کروں۔ لہٰذا قارئین سے گذارش ہے کہ وہ منقولہ حوالہ جات اصل کتب میں ضرور ملاحظہ فرمالیں تاکہ نتائج اخذ کرتے وقت ان کا ذہن شکوک و شبہات سے خالی ہے

مصنف

عقد متعہ

ماشاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلی الحکیم، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین ونار للملحدین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین. اما بعدہ فقد قال اللہ فی کتاب المجید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضتہ

(سورۃ النساء ۱ رکوع ۵ پ ۴)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے "پھر جس طرح تم نے ان عورتوں سے متعہ کیا سو ان کو ان کے مہر دو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں اور مقرر ہونے بعد بھی جس پر تم باہم رضامند ہو جاؤ۔ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں. بلاشبہ اللہ بڑا علیم و حکیم ہے

منقولہ آیت میں متعہ کا جواز بالکل واضح اور صاف الفاظ میں موجود ہے اور اس سے انکار کرنا محض ہٹ دھرمی ہے کیونکہ آیت میں "استمتعتم" کا لفظ بصراحت موجود ہے. پس ایسا انکار کلام خداوندی سے منکر ہونے کا ثبوت ہو گا۔ جب ذکر متعہ قرآن حکیم میں موجود ہے تو پھر کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اسلام متعہ کی اجازت نہیں دیتا۔

پیشتر اس سے کہ ہم اس مسئلہ پر آغاز بحث کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کی تعریف بیان کر دی جائے۔ تاکہ آئندہ مضمون میں کوئی دقت پیش نہ آئے

عقدِ متعہ کی تعریف

عقدِ متعہ وہ عقد ہوتا ہے جس میں مرد و عورت باہمی رضامندی سے مہر مقرر کرنے کے علاوہ مُدت بھی معین کرتے ہیں۔ اگر مُدت مقرر نہ ہوگی تو وہ عقد دائمی نکاح ہوگا۔

پاک دامن اور مومنہ عورت سے متعہ کرنا مستحب ہے۔ کنواری لڑکی سے مکروہ ہے۔ متعہ کی تشریع ضرورت کی صورتوں کے لئے ہوتی ہے۔ ہر شخص کے لئے بلاضرورت جبکہ وہ عقد دائمی کرچکا ہے یا کرنے کی ضرورت رکھتا ہے متعہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

احیائے سُنّت کی خاطر ان تمام صورتوں میں جبکہ مخالفین سُنّت کے خلاف اس شعار کو قائم رکھنے کے لیے عمل کی ضرورت ہو تو متعہ کرنا چاہیئے اسی لئے متعہ کی فضیلت میں کافی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ہر مسلمان عورت اور اہل کتاب سے عقد متعہ درست ہے۔ مدت متعہ میں تمام شرائط نکاح والے ہی ہوں گے اور ممتوعہ عورت زوجہ کہلائے گی۔

نکاح دائمی اور متعہ

مرد و عورت کے نفسانی تعلقات پر اسلام نے جو نکاح کی پابندی لگائی ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بغیر اس پابندی کے (یعنی زنا کی صورت میں) یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ اولاد کس کی ہے؟ اس طرح ایک طرف تو قانونِ وراثت ختم ہو جاتا ہے اور دوسری طرف کوئی شخص ایسی اولاد کو اپنی اولاد نہیں سمجھ سکتا لہٰذا وہ بچے شفقت پدرانہ اور جائیداد سے محروم رہتے ہیں۔ نکاح کی پابندیوں سے

قانون وراثت بھی محفوظ رہتا ہے اور شناخت نسل بھی ہو جاتی ہے۔ ایسی تمام پابندیاں متعہ میں بھی موجود ہیں یعنی اولاد وارث ہوتی ہے۔ عدّت ضروری ہے۔ مدّتِ متعہ اور دورانِ عدّت عورت کو اجازت نہیں کہ کسی دوسرے مرد سے تعلقات قائم کر سکے

عقدِ متعہ کی ضرورت

متعہ کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اسلام نے اس عقد کی اجازت کیوں دی؟ اس کا جواب ہم مندرجہ ذیل روایات نقل کئے دیتے ہیں جو تمام کتب اہل سنۃ والجماعت میں موجود ہیں۔

صحیح بخاری

حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ "ہم رسول اللہ کے ساتھ لڑائیوں پر جایا کرتے تھے اور ہمارے پاس کوئی سامان (اپنے مقتضائے فطرت کے پورا کرنے کا) نہ ہوتا تھا تو ہم نے کہا کہ ہم اپنے اعضائے شہوانی کو قطع نہ کرا دیں؟ حضورؐ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔ پھر ہمیں اجازت دی کہ عورتوں سے کسی کپڑے وغیرہ کے عوض عقد کر لیا کریں" (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۵۹ مطبوعہ کرزن پریس۔ دہلی)

صحیح مسلم

بخاری اہلسنت کی سب سے بڑی کتاب ہے جسے بعد از کلام باری کا درجہ دیا جاتا ہے اور اس کے بعد صحیح مسلم کا مرتبہ ہے۔ جس میں یہ روایت تین طریقوں سے لکھی گئی ہے۔ ایک جگہ "الی الاجل" کا اضافہ ہے یعنی رسول اللہ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم میعاد مقررہ کے لئے عورتوں سے کپڑے وغیرہ کے عوض عقد کر لیا کریں۔ دوسری جگہ پر ہے کہ اس میں لڑائیوں کے زمانے کی تخصیص نہ تھی۔ (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۵۰ مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی)

کتاب "جمع الفوائد" شیخ محمد بن سلیمان مالکی جلد ۱ صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ میرٹھ پر اس روایت میں اتنا فرق ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ لڑائیوں میں جاتے تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوتی تھیں اس پر حضورؐ نے مذکورہ بالا اجازت دی تھی۔

یہ روایت مسند امام ابی عبداللہ محمد بن ادریس شافعی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۵ پر بھی ہے۔ شیخ الاسلام امام اہل سنت ابن تیمیہ نے "منتقی الاخبار" میں اس روایت کو متفق علیہ قرار دیا ہے اور ملا متقی نے کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۹۵ میں اسی روایت کو نقل کیا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ حضورؐ نے ایک خاص فطری خواہش اور انسانی ضرورت کے تحت متعہ کی اجازت دی تاکہ زنا ایسی بدکاری کا ارتکاب نہ ہو اور لوگ جنسی جذبات سے مغلوب ہو کر غلط راستہ اختیار نہ کریں۔

عہد رسالت اور زمانہ ابوبکر و عمر میں متعہ کا رواج

عقد متعہ عہد رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بحکم سرکار رسالتؐ ہوتے رہے اور یہ سلسلہ دور حضرات ابوبکر و عمر میں بھی جاری رہا جس کی تصدیق مندرجہ ذیل روایات سے ہوتی ہے۔ جو تمام تر معتبر کتب اہل سنۃ والجماعت سے نقل کی جا رہی ہیں۔

(۱) "حضرت جابر بن عبداللہ اور سلمہ بن الاکوع کا بیان ہے کہ ہم ایک لشکر میں تھے کہ حضورؐ کا فرستادہ شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تمہیں اجازت دی گئی ہے کہ تم متعہ کرو اب تم متعہ کر سکتے ہو۔"

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۶۷ مطبوعہ دہلی)

(۲) صحیح مسلم جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۵۱ میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حضورؐ کے منادی کرنے والے نے آکر اعلان کیا کہ تم لوگوں کو متعہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

دوسری روایت صحیح مسلم مذکورہ ہی کے صفحہ ۴۵۱ پر ہے کہ حضورؐ نے خود تشریف لاکر متعہ کی اجازت کا اعلان فرمایا۔

(۳) سلمہ بن اکوع کی روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جو مرد و عورت آپس میں قرار داد کرلیں تو تین راتوں تک ان کی معاشرت کی معیاد ہونی چاہیئے اس کے بعد اگر وہ چاہیں تو اس مدّت میں اضافہ کرلیں اور اگر چاہیں تو جدائی اختیار کرلیں۔" (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۷ مطبوعہ دہلی)

(۴) "حضورؐ نے جنگ اوطاس والے سال تین دن کے معیادی متعہ کی اجازت دی۔" (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۵۱)

یہی روایت "جمع الفوائد" "سنن دار قطنی" اور "کنز العمال" میں بھی نقل ہوئی ہے۔

(۵) سبرہ جہنی کی روایت ہے کہ حضورؐ نے متعہ کی اجازت دی تو میں اور ایک اور شخص بنی عامر کی ایک عورت کے پاس اکٹھے گئے اور اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ اس نے اپنی اجرت کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے کہا میں اپنی چادر دوں گا۔ میرے ساتھی نے کہا وہ اپنی چادر دیگا۔ اس کی چادر میری چادر سے اچھی تھی لیکن میں اس کی نسبت جوان تھا وہ عورت جب اس کی چادر کی طرف دیکھتی تو اس کی طرف مائل ہو جاتی اور جب میری طرف دیکھتی تو مجھے پسند کرتی بالآخر اس نے کہا کہ تم اور

تمہاری چادر میرے لئے کافی ہے۔ چنانچہ میں تین روز تک اس کے پاس رہا"۔

(۶) کنز العمال ملا متقی جلد ۸ صفحہ ۲۹۴ میں سبرہ کی روایت یوں لکھی ہے
"حجتہ الوداع میں جب ہم مکہ معظمہ پہنچے تو خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ پھر حضورؐ نے ہمیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی۔ ہم نے آکر عرض کیا۔ عورتیں راضی نہیں ہوتی ہیں جب تک کوئی معیاد مقرر نہ کی جائے۔ حضورؐ نے فرمایا معیاد مقرر کر کے متعہ کرو"۔

۷۔ عطاؒ کی روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ عمرہ کے ارادے سے مکہ معظمہ آئے تو ہم ان کی ملاقات کو گئے اور مختلف لوگوں نے ان سے سوالات دریافت کئے پھر متعہ کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم لوگوں نے عہدِ رسولؐ اللہ، عہدِ ابوبکر اور عہدِ عمر میں برابر متعہ کیا ہے۔ (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۵۱)

مندرجہ بالا روایات اہل سنتہ والجماعت سے ثابت ہوتا ہے رسولؐ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ کی اجازت دی اور منع نہ فرمایا حتیٰ کہ اصحابؓ رسولؐ بعد از وفاتِ پیغمبرؐ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے دورِ حکومت میں برابر متعہ کرتے رہے اور کسی نے متعہ کو ناجائز یا حرام نہ سمجھا۔ پس اب حلالِ رسولؐ کو از خود حرام سمجھنا اور اسے زنا قرار دینا اصحاب النبیؐ پر حرامکاری و زنا کا بے جا الزام لگانا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو بلا سوچے سمجھے متعہ کو ناجائز کہتے ہیں انہیں اپنی صحیح کتابیں ضرور دیکھ لینا چاہیئے۔ تاکہ بولنے سے پہلے سوچ لیں۔ اور محض روافض کی ضد میں صحابہؓ کی شان میں گستاخیاں نہ کریں۔

حضرت ابوبکر کی صاحبزادی کا اقرار

حضرت اسماء بنت ابوبکر (ام المومنین حضرت عائشہ کی بہن اور مشہور صحابی حضرت زبیر کی زوجہ) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ کے زمانے میں ہمارے ساتھ متعہ ہوا۔

(تفسیر مظہری ص ۵۷ از قاضی ثناء اللہ پانی پتی بحوالہ سنن نسائی)

صحابی عمران بن حصین کا بیان

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت عمران بن حصین کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے متعہ سے ہرگز منع نہیں فرمایا اور متعہ کی ممانعت کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

(مسند احمد بن حنبل مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۴۳۶)

فرمان شیر خدا

حضرت امیر المومنین علی نے فرمایا "اگر عمر نے متعہ سے منع نہ کیا ہوتا تو سوائے شقی کے کوئی زنا نہ کرتا"

(تفسیر دُرِ منثور علامہ جلال الدین سیوطی)

یعنی حضرت علی کے نزدیک متعہ زنا سے بچانے والی چیز ہے اور حضرت امیر متعہ سے روکنے کو درست نہیں سمجھتے تھے منقول

بالا روایات جو تمام معتبر کتب اہل سنتہ والجماعت سے پیش کی گئی ہیں اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہیں کہ زمانۂ رسالتؐ اور عہد صحابہؓ میں متعہ کو جائز سمجھا جاتا تھا۔ سنی حضرات عموماً دریافت کرتے ہیں کہ کیا آئمہؑ نے بھی متعہ کیا؟ لہٰذا ضروری ہوا اس کا ثبوت بھی پیش کر دیا جائے۔

حضرت علیؑ اور متعہ

ناصبی عزیز احمد صدیقی اپنی کتاب "سبائی سبز باغ" میں حضرت علیؑ کے متعہ کا تذکرہ نقل اس طرح کرتے ہیں۔

"ایک شب کو عمر نے علی مرتضیٰ کو اپنے گھر بلایا۔ جب رات کا کچھ حصّہ گذر گیا تو وہیں سو رہنے کو کہا۔ پس علی مرتضیٰ نے وہیں آرام فرمایا۔ صبح کو عمر گھر سے باہر آیا تو بطور تعرض علی مرتضیٰ کو کہنے لگا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ مومن کو مناسب نہیں کہ اپنے شہر میں بغیر عورت کے مجرد رات بسر کرے۔ پس فرمایا علی مرتضیٰ نے میرے مجرد رہنے کا تمہیں کہاں سے علم ہوا تحقیق میں نے آج شب کو تمہاری فلاں بہن سے متعہ کیا۔"

(سبائی سبز باغ صـ ۲۸۲)

رسولؐ مقبول نے متعہ کیا

اہل سنتہ والجماعت کے آئمہ اربعہ میں کے امام احمد حنبل روایت لکھتے ہیں کہ:-

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسولؐ مقبول نے متعہ کیا تھا"

(مسند احمد حنبل۔ الجزء الاول ص۳۳۷)

اب جبکہ کتب اہل سنتہ والجماعت سے پوری طرح ثابت ہے کہ صحابہ اور خود رسولؐ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ کیا اور اسے حرام نہ جانا تو پھر یہ بات قابل غور ہے کہ قرآن میں موجود حکم اور سنت سے ثابت عمل کو لوگ کس وجہ سے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ عقد متعہ بلا ضرورت ضروری نہیں ہے مگر بوقت ضرورت حلال و جائز ہے۔ لیکن ہم اس معمہ کو حل نہیں کر سکے ہیں کہ ہمارے سُنّی بھائی ہمیشہ متعہ پر نکتہ چینی کرتے ہیں لیکن بوقت ضرورت خود بھی یہی فعل کرتے ہیں جسے حلالہ کا نام دیا جاتا ہے۔

متعہ حلالہ سے بہتر ہے

حلالہ کے لئے اکثر طلاق دینے والا شخص اپنے کسی معتمد دوست سے جاکر کہتا ہے کہ ایک دن کے لئے تم میری مطلقہ سے نکاح کر لو۔ دوسرے دن طلاق دے دینا۔ اور عورت کو بھی بتا دیا جاتا ہے کہ ایک دن کے لئے نکاح ہوگا۔ پس جب ان دونوں کا نکاح ہوتا ہے تو نیت اور ذہن میں مدّت کا تعین ہوتا ہے (الاعمال بالنیات) پھر ایسے نکاحِ حلالہ میں اور متعہ میں کیا فرق رہا؟ جب تعین مدّت پر رضامندی ہو گئی لیکن حلالہ میں یہ خطرہ موجود رہتا ہے کہ اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ وہی معتمد شخص طلاق دینے سے انکار کر دینا

ہے۔ پس ایسی صورت حال میں طلاق دینے والا اور مطلقہ عورت دونوں
مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ لیکن عقد متعہ میں مدت واضح طور پر مقرر
ہوتی ہے لہٰذا میعاد ختم ہوتے ہی دونوں خود بخود الگ ہو جاتے ہیں۔
طلاق کی احتیاج ہی نہیں ہوتی۔ پس حلالہ سے متعہ بہتر ہے۔

تحریم متعہ محتاجِ دلیل ہے

"متعہ" قرآن مجید کی محولہ آیت کی رو سے جائز ہے۔ جس کا انکار
محال ہے۔ نیز اس بات پر سب متفق ہیں کہ قرآنی آیت کی تنسیخ صرف
قرآن ہی سے ہو سکتی ہے اور حدیث ناسخ آیت قرآن نہیں ہو سکتی
بلکہ جو حدیث خلاف قرآن ہو گی وہ ناقابل قبول اور موضوع متصور ہو گی
اس نکتہ پر ساری بحث ختم ہو جاتی ہے کہ یا تو کوئی ایسی آیت
قرآن مجید سے بتلایئے جو آیۂ متعہ کو منسوخ کرتی ہو؛ جو کہ ناممکن ہے
ورنہ وہ تمام روایات جو حرمت متعہ کے بارے میں وارد ہوئی
ہیں باطل تسلیم کر لیجئے کیونکہ کلامِ رسول کبھی بھی کلامِ خدا کے خلاف
نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ایسی تمام روایات من گھڑت ہیں۔ لیکن پھر بھی
مختصراً ہم ان پر جرح کریں گے۔

فریق مخالف کی مدافعت یہ ہے کہ حضورؐ نے بے شک متعہ کی اجازت
فرمائی تھی لیکن بعد میں اس کی ممانعت فرما دی اس ضمن میں روایات ہیں
جو ایک سے دوسری مختلف ہے۔ اس قدر تضاد ہے کہ سوچنے والا الٹا
مخمصے میں پھنس جاتا ہے۔ کہ یہ کیا پریشان کن روایات ہیں۔

مثلاً کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۹۵ میں ایک ہی راوی (سبرۃ جہنی) سے تین مختلف روایات ہیں۔ جن میں ایک کے مطابق حضورؐ نے خیبر کے دن متعہ کی ممانعت فرمائی۔ دوسری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے روز متعہ سے منع فرمایا۔ اور تیسری میں بیان ہوا کہ سرکار دو عالمؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر متعہ سے روک دیا۔

اس کے برعکس صحیح مسلم میں اہل سنۃ والجماعۃ کے امام مسلم نے اس عقد کے عنوان کے لئے علیحدہ باب قائم کیا ہے۔

"باب النکاح المتعہ وبیان انہ ابیح ثم نسخ واستقر تحریمہ الی یوم القیامۃ"

"باب نکاح المتعہ اس امر کے بیان میں کہ وہ مباح تھا اور پھر منسوخ ہوا پھر مباح ہوا اور اس کے بعد منسوخ ہوا اور پھر قیامت تک کے لئے اس کی حرمت قائم رہی"

لیکن اس باب کے آگے ہی جلد ۱ صفحہ ۴۵۱ پر وہ روایت لکھی جو ہم نے گذشتہ اوراق میں نقل کی۔ اسی طرح صحیح مسلم میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ

"ابوالزبیر کا بیان ہے کہ میں نے جابرؓ بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ ہم لوگ برابر ایک مٹھی بھر جو یا آٹے کے عوض میں متعہ کرتے رہے ہیں جناب رسالتمآب کے زمانے اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے دور میں یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے عمرو بن حریث والے واقعے میں اسکی ممانعت کی

کنز العمال میں اس کی اجرت "ایک پیالہ ستو" لکھی ہے۔ اس کی

تائید" فتح الباری" شرح صحیح بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۳۹ پر بھی کی گئی ہے۔

منقولہ بالا روایت سے ثابت ہوا کہ متعہ کی ممانعت حضرت عمر نے کی حالانکہ اوّل الذکر روایات میں ممانعت کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہے۔ ایسے تضاد کی صورت میں اعتبار کس بات پر کیا جائے۔

اسی طرح کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۹۴ پر ہے کہ

"ام عبداللہ بنت ابی خیثمہ کی روایت ہے کہ ایک آدمی شام سے آیا اور ان کے مکان میں قیام کیا۔ اس نے کہا بغیر عورت کے مجھے تکلیف ہے۔ تم میرے لئے کوئی عورت تلاش کرو۔ جس سے میں متمتع ہو سکوں۔ وہ کہتی ہیں میں نے اسے ایک عورت کا پتہ دیا۔ اور اس نے اس سے متعہ کیا۔ اور اس پر کچھ عدول لوگوں کی گواہیاں قرار دیں۔ پھر ایک طویل زمانے تک وہ اس کے ساتھ رہا۔ اس کے بعد شام واپس چلا گیا۔ کسی نے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی۔ انہوں نے مجھے بلوایا اور دریافت کیا کہ کیا یہ واقعہ صحیح ہے۔ میں نے کہا "ہاں" انہوں نے فرمایا جب وہ پھر آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ جب وہ آیا تو میں نے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی۔ انہوں نے اسے بلوا بھیجا اور کہا کہ یہ تم نے کیا کیا تھا؟ اس نے کہا ایسا رسول اللہ ص کے سامنے کیا! انہوں نے منع نہیں فرمایا یہاں تک کہ حضور ص کا انتقال ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں ایسا ہوا انہوں نے بھی منع نہیں کیا۔ پھر خود آپ کے زمانے میں بھی ایسا ہوتا رہا آپ نے بھی کوئی ممانعت نہیں فرمائی"، حضرت عمرؓ نے کہا، قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میں پہلے ممانعت کر چکا ہوتا تو

تمہیں سنگسار کر دیتا۔ اچھا جدائی اختیار کر لو"

اس روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ عمر تک متعہ ہوتا رہا اور صحابہ نے اسے حرام نہ سمجھا لیکن بعد میں خود حضرت عمر نے اسے ممنوع قرار دیا۔ حالانکہ یہ ممانعت بالکل غیر شرعی تھی۔ کیونکہ حکم قرآن و سنت کے مطابق کوئی امتی اس کا مجاز نہیں ہے کہ شریعت میں خلافِ قرآن و سنت تبدیلی کرے۔

حضرت عمر کا اقرار

حضرت عمر خود اقرار کرتے ہیں کہ

"دو متعہ تھے جو رسول اللہ کے زمانے میں رائج تھے لیکن میں انہیں بند کرتا ہوں۔ ایک متعہ حج اور دوسرا عورتوں کے ساتھ متعہ"

(زاد المعاد ابن قیم جلد ۱ ص ۲۴۳)

تابعین متعہ کو جائز سمجھتے تھے

فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۹ ص ۱۳۸ پر ہے کہ

"ابن عباس کے تمام اصحاب جو اہل مکہ و یمن تھے جوازِ متعہ کے قائل تھے۔ ابنِ حزم نے کہا ہے کہ تابعین میں سے طاؤس، سعید بن جبیر عطا اور تمام فقہائے مکہ اسے جائز سمجھتے تھے۔"

عمِ رسولؐ حضرت عبداللہ بن عباس کی رائے

محدث عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں ابن جریج سے انہوں نے عطا سے روایت کی ہے کہ "ابن عباس کہا کرتے تھے کہ متعہ کا جائز ہونا خدا کی طرف سے اپنے بندوں پر رحمت کی حیثیت رکھتا تھا۔ اگر عمر نے اس کی ممانعت نہ کر دی ہوتی تو کبھی کسی کو زنا کی ضرورت نہ ہوتی

بحر علوم، صحابی و عمِ رسولؐ مقبول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا جملوں سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آپؓ کے نزدیک متعہ "خدا کی رحمت" تھا اور متعہ پر حکم امتناع حضرت عمر نے صادر کیا کیونکہ حضرت عمر نے یہ حکم بلا نص قرآنی صادر فرمایا۔ لہٰذا یہاں سوچنا پڑے گا کہ خدائی کلام اور شاہی فرمان میں سے کس کو ترجیح دی جائے؟ حضرت عمر نے متعہ سے کیوں منع کیا؟ اس بات کو رہنے دیجیے اس کی کچھ نہ کچھ وجوہات ضرور ہونگی۔ لیکن راقم الحروف یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ایسی ممانعت قرآن حکیم سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی ایک بھی صحیح حدیث ایسی ملتی ہے جس سے حضرت عمر کے اس حکم امتناع کا جواز مل سکے۔ اس کے برعکس آیت متعہ آج بھی قرآن مجید میں موجود ہے اور اس کی تائید میں کافی احادیث کتب اہل سنتہ والجماعتہ میں محفوظ ہیں۔ اب قرآن کو چھوڑ کر خلاف قرآن روایات کو قبول نہیں کیا جا سکتا ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ کو اللہ کے حکم سے حلال قرار

دیا۔ اب کسی غیر نبی اُمتی کے حکم سے حرام نہیں ہو سکتا جبکہ دین حضورؐ
کی حیات طیبہ میں مکمل ہو چکا اور بعد از وفات پیغمبرؐ کوئی بھی غیر نبی اُمتی
خدا اور رسولؐ کے حکم کو بلا وجہ منسوخ کرنے کا مجاز نہیں خواہ وہ
حضرت علی علیہ السلام ہی کیوں نہ ہوں۔

نسخ آیت

علماء اہل سنتہ والجماعت کے نزدیک دین کی ناک موم کی ناک سے
بھی زیادہ لچکدار ہے۔ اس کو محض قیاس کی انگلی کا اشارہ کافی ہے
جدھر مرضی موڑ لو۔ چنانچہ ہٹ دھرمی کا یہ حال ہے کہ قرآن میں
بصراحت موجود احکام کو بھی قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا۔ اور جب
ساری ادھر ادھر کی توضیحات باطل نظر آنے لگتی ہیں تو وہ آیات ہی
کو منسوخ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں حالانکہ سنت الہٰی
ہے کہ ہر منسوخ آیت کی ناسخ آیت ہوتی ہے چنانچہ آیہ متعہ کے بارے
میں کچھ سُنی حضرات کا زعم ہے کہ آیت موصوفہ منسوخ ہے۔ لیکن اس کی
آیت ناسخہ نہیں بتائی جا سکی حالانکہ قدیم علمائے اہل سنتہ والجماعۃ نے
صاف الفاظ میں اقرار کیا ہے یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ محکم ہے۔
جیسا کہ علامہ اہل سنت جار اللہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف کی جلد اوّل میں
آیت متعہ کے بارے میں تسلیم کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ وہی محکمہ
لکھا ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری جزو ع ۶ ص ۳۳ میں عمران بن حصین سے منقول

ہے کہ "آیت متعہ (قرآن میں) نازل ہوئی جو قرآن میں موجود ہے۔ ہم نے جناب رسول خدا کی موجودگی میں اس پر عمل کیا۔ پھر نہ تو قرآن میں اس کی حرمت نازل ہوئی اور نہ پیغمبرؐ نے اس سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا" (عمر نے)

پس چونکہ متعہ کے حق میں آیت قرآن، احادیث رسولؐ، جماعت صحابہ و تابعین ہیں لہٰذا شیعہ متعہ کر کے اتباع خدا اور رسولؐ کرتے ہیں اور وہ حق بجانب ہیں۔

نکتہ

کشف المغطا شرح موطا، امام مالک مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۳۹ پر اہل حدیث کے مشہور عالم وحید الزمان حیدر آبادی تسلیم کرتے ہیں کہ متعہ کرنے پر کوئی حد شرعی نہیں شریعت نے متعہ پر سزا نہیں رکھی اب انصاف سے بتائیے پھر متعہ کو زنا کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ زنا کی سزا سنگساری ہے۔ اگر متعہ بھی زنا ہوتا تو حد شرعی ضرور لازم آتی اور خود رسول خدا کسی بھی وقت متعہ کو ہرگز جائز قرار نہ دیتے حالانکہ اہل سنت کا موقف یہ ہے متعہ پہلے جائز تھا اور پھر حرام قرار دیا گیا لیکن ایسا تسلیم کر لینے سے مقام نبوت کی توہین کا ارتکاب ہوگا کہ خلق عظیم نبیؐ نے معاذ اللہ ایسا حکم دیا جو درست نہ تھا۔ اور پھر نعوذ باللہ خود اللہ نے بھی یہ غلطی کی حالانکہ یہ امر محال ہے۔ نبیؐ کا علم اپنی

وسعتوں اور بلندیوں میں انتہا تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ جیسا کہ
سرکار رسالتؐ نے ارشاد فرمایا۔
مجھے خدا نے علم کی اس بلندی پر فائز کیا ہے جہاں سے میں اس
دنیا کو بھی دیکھ سکتا ہوں جہاں سے حقائق کائنات ابھرتے ہیں اور
اس دنیا کو بھی جہاں پر منطبق ہوتے ہیں۔
یہ ہے مقام نبوت یہی ہے وہ افق اعلیٰ جس پر نبی فائز ہوتا
ہے جہاں سے وہ اس دنیا کو بھی دیکھتا ہے جو دوسرے انسانوں
کی نگاہوں بلکہ قیاس خیال اور وہم و گمان تک اوجھل ہے۔ اور
اس دنیا کو بھی جہاں ہی نوع انسان بستے ہیں۔ وہ علم کی انتہائی
بلندیوں پر ہوتا ہے۔ ایسے علیم یا دی کے متعلق یہ کہنا کہ اس
نے ایک مدت تک ایک مذموم فعل کی اجازت دی اور بعد میں
ممانعت فرمائی بہتان عظیم ہے۔ لہٰذا یا تو ہم عصمت رسولؐ کی حفاظت
کریں یا بادشاہی حکم کی پاسداری۔ اس معاملہ کا فیصلہ قارئین پر ہے
کہ دونوں صورتوں میں کونسی قابل قبول ہے۔ ہم تو بہر حال امت
محمدؐ ہوتے ہوئے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ متعہ "مباح" ہے۔ اسی لئے حضورؐ
نے بحکم خدا اس کو جائز قرار دیا۔ اگر یہ قابل مذمت ہوتا تو سرکار دو عالمؐ
کبھی بھی اس کی اجازت نہ دیتے نہ ہی خود متعہ فرماتے اور نہ ہی
صحابہؓ اور آل نبیؐ کو ایسا کرنے دیتے۔

متعہ پر اعتراضات

نکاح دائمی کی طرح عقد متعہ کی بھی ایک قانونی حیثیت ہے اور ظاہر ہے کہ صرف اچھے قانون کا ہونا ہی کافی نہیں ہوا کرتا۔ اس قانون کے پیچھے قوت نافذہ کا ہونا بھی از بس ناگزیر ہے۔ اگر قوت نافذہ کمزور ہو تو قانون کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔ عقدِ متعہ کے ساتھ ایسی ہی ستم ظریفی ہوئی۔ کتاب قوانین خداوندی میں قانون تو موجود رہا لیکن بدقسمتی سے قوت نافذہ کمزور ہو گئی۔ لہٰذا ایک معقول قانون بے نتیجہ رہا۔ اس کے برعکس غیر قانونی امور کو تقویت حاصل ہوئی اور معاشرہ ان فوائد سے مستفید نہ ہو سکا جن کے لئے اسلام کا یہ قانون وضع کیا گیا۔ جھوٹی۔ من گھڑت روایات کے ذریعے (حزب حکومت) نے پروپیگنڈا مہم جاری کی اور عوام الناس کی توجہ اس قانون کے محاسن سے ہٹانے کے لئے کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ کیا گیا۔ نفسیاتی طور پر لوگوں کی توجہ اس قانون سے دور رہی اور عوام نے اس کے حسن و قبح کی تحقیقات (خالی ذہن ہو کر) محسوس ہی نہ کی۔ اور اندھی تقلید کا شکار رہے۔ متعہ کو خلاف حکم خدا اور رسولؐ "زنا" سمجھا جانے لگا۔ اور سیدھے سادے عوام کو کمزور اور جھوٹے دلائل سے حامی کار بنا لیا گیا حالانکہ مخالفین کی طرف سے متعہ پر جتنے بھی اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ تمام کے تمام عقد دائمی پر بھی وارد کئے جا سکتے ہیں اور غیر مسلموں نے ایسے ہی اعتراضات اسلام کے حکم نکاح پر کئے رہیں کیونکہ اگر نیت

محض شہوت پرستی ہی کی ہو تو نکاح کر کے بھی طلاق دی جا سکتی ہے بلکہ متعہ میں تو پھر بھی مدّتِ مقررہ کا لحاظ رکھا جاتا ہے لیکن مذہب سنیہ کے نکاح کو توڑنے کے لئے تو صرف زبان سے تین مرتبہ طلاق کا لفظ ادا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا ادھر نکاح کیا ادھر طلاق طلاق طلاق کہہ کر ختم کر دیا۔ اور اگر انصاف سے فیصلہ کیا جائے تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ "عقد متعہ" مذہب سنیہ کے دائمی نکاح سے بہتر ہے کیونکہ کم سے کم اس میں تحفظ ذمہ داری کچھ مدت کے لئے ضرور موجود ہے جبکہ مذہب سنیہ کے نکاح میں تین سیکنڈ تک کا اعتبار نہیں ہے رہے یا نہ رہے۔ پس عقد متعہ پر تمام اعتراضات فضول ہیں کیونکہ وہ سارے دائمی نکاح پر بھی کئے جا سکتے ہیں۔

احتیاج متعہ

چند مثالیں پیش خدمت ہیں جو اس ضمن میں واضح روشنی ڈالنے میں مدد کریں گی کہ بسا اوقات متعہ انسان کی اہم فطری ضرورت و احتیاج ہوتی ہے۔

(۱) اگر کوئی شخص طویل مدت کے لئے اپنے وطن سے باہر جاتا ہے اور چند وجوہات کی بنا پر اپنے اہل و عیال اس کے ساتھ نہیں ہوتے لیکن اس کی فطری خواہشات اس کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی ہیں۔ چنانچہ ان قدرتی ضرورتوں کا غلبہ طاری ہوتا ہے۔ اس صورت میں نکاح دائمی اس کے لئے ممکن نہیں اور ان پیدا شدہ حالات میں صبر اس کے لئے مضر

صحت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اب اس کے لئے شرعی حکم کیا ہو سکتا ہے؟
یہی کہ وہ مدت مطلوبہ کے لئے عقد متعہ کرے یا پھر غیر آئینی راستے استعمال کرے
۲۔ بعض ممالک میں ایسے قوانین ہیں کہ کوئی غیر ملکی شخص وہاں سے شادی کر کے اپنی بیوی کو اپنے اصل وطن نہیں لا سکتا۔ اگر وہاں عقد متعہ کر لیا جائے تو دونوں میاں بیوی معینہ مدت کے بعد آزاد ہوں گے اور نکاحِ دائمی کی صورت میں یا تو طلاق کی ضرورت ہو گی یا دونوں ساری عمر ایک بندھن میں بلا وجہ جکڑے رہیں گے

۳۔ عقد متعہ کرنے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ مرد و عورت کے لئے ایک موقع فراہم ہو جاتا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھ سکیں۔ اگر دونوں کی طبیعتوں میں مطابقت ہو تو یہی عقد نکاح دائمی میں بدل لیا جا سکتا ہے۔ اور آئندہ زندگی خوشگوار ہو سکتی ہے لیکن اگر دونوں میں مخالفت طبع ہو تو مقررہ مدتِ متعہ کے بعد دونوں حسب منشا راستے اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر دائمی نکاح کی صورت میں ایسا واقعہ پیش آتا ہے تو ساری زندگی اجیرن بن جاتی ہے اور بالآخر نوبت طلاق تک آ جاتی ہے۔
۴۔ طبعی اصول ہے کہ بڑھاپے میں عورت کی خواہش مرد کو زیادہ ہوتی ہے اور خصوصاً کم عمر عورت کی۔ ان کی یہ خواہش حرص و ہوس پر محمول نہیں کی جا سکتی کیونکہ فطری امر ہے اور طبعی تقاضا ہے۔ یہی وجہ ہے لوگ کھوئی ہوئی جوانی کمر جھکائے تلاش کرتے پھرتے ہیں اور سینکڑوں روپے ادھر ادھر کی دوائیوں پر برباد کرتے ہیں لیکن اسلام چونکہ

حکیمانہ نظام ہے لہٰذا اس نے اس مشکل کا حل بھی بہت آسان دریافت کیا ہے کہ اگر مرد میں عقل سلیم باقی ہے اور کم سن عورت کا استعمال دوائی کے طریقے پر عیش و عشرت کے لئے نہیں چاہتا تو یہ نسخہ شافی ہوگا چنانچہ ابتدا میں اس نسخہ پر عمل کیا گیا۔ تاریخ سے یہ بات پوری طرح ثابت ہے کہ عالم ضعیفی میں صحابہ نے کم سن لڑکیوں سے شادیاں کیں۔ مگر آج کل محض ضد میں اس بات کو معیوب ٹھہرا کر بزرگان اسلاف کی سیرتوں کو شرمندہ کیا جاتا ہے۔

لیکن یہاں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ چلئے یہ نسخہ ضعیف مرد کیلئے فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ مگر عورت کے لئے بیکار رہے کیونکہ مرد بڑھاپے کو دور کرنے کے لئے اپنا بڑھاپا جوان عورت کے سپرد کر دیتا جو عورت کے حق پر ڈاکہ اور ظلم ہے لیکن ذرا غور کیجئے ایسا اعتراض دائمی نکاح پر درست ہوگا۔ لیکن اسلام نے حکم متعہ نافذ کر کے ایسی صورت حال میں مرد و عورت دونوں کی فطری خواہشات کا لحاظ رکھا ہے۔ کہ تھوڑے عرصہ کے لئے تم اس دوائی کو استعمال کر لو۔ پھر اس کو چھوڑ دو۔ اب مرد کا فطری تقاضا بھی پورا ہو گیا اور عورت بھی آزاد ہے کہ حسب منشا شادی کر سکتی ہے۔ ساری عمر بڈھے کے پلے بندھی نہیں رہے گی۔ لہٰذا ظلم کسی پر بھی نہیں ہوا۔

۵۔ متعہ سے اسلام کے اس دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی بدلتی ہوئی معاشرت کے ہر تغیر و تبدل پر حاوی ہے چنانچہ زمانہ حال میں یورپ و روس وغیرہ کی تعلیم کے زیر اثر لوگوں میں

نکاح کی بندشوں کو قید سمجھا جاتا ہے۔ اور لوگوں نے نکاح سے نجات حاصل کرنے کے قوانین بنانے کی کوششیں تیز کر رکھی ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو محض بیوی و بچوں کے اخراجات کی وجہ سے نکاح نہیں کرتے حالانکہ ان کے فطری جذبات میں ہیجان ضرور ہوتا ہے۔ ایسے افراد کے لئے متعہ ایک نعمت بلکہ رحمت کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کو زنا سے بچا کر ان کی قدرتی اندرونی قوتوں کے نشو و نما کا ضامن ٹھہرتا ہے۔

۱۱۔ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو متمول گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں لہٰذا دولت مندی نے ان کو مغرور کر دیا ہوتا ہے اس لئے وہ اپنی پسند کے مردوں سے مساویانہ طرز پر زندگی بسر کرنا پسند کرتی ہیں وہ اپنی اولاد کی بھی متکفل ہو سکتی ہیں اور مرد کو بھی غربت سے بچا سکتی ہیں۔ اسی طرح بعض مرد ایسی آزاد طبیعت کے ہوتے ہیں کہ ایک عورت کے ساتھ حظ نہیں آتا۔ ان کی بے شمار دولت کا اس طرح غریب و باحیا شریف عورتوں میں تقسیم ہونے رہنا سوسائٹی کے لئے نہایت مفید ہے۔

الغرض کسی حیثیت، کسی درجہ، کسی مزاج، کسی طبیعت کا کوئی ہو مرد یا عورت اس کے لئے متعہ نہایت مفید قانون ہے۔ مندرجہ بالا بیان سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ عقد متعہ از روئے قرآن و احادیث حلال ہے اور بعد از رسولؐ امت نے بلا جواز و نص شرعی اسے حرام سمجھ لیا حالانکہ بعض حالات میں متعہ انسان کی اہم ضرورت ہوتی ہے۔

بلاضرورت متعہ کرنے کی ممانعت

ہم نے گذشتہ بیان میں حلت متعہ کو ثابت کیا۔ لیکن جس طرح دیگر شرعی احکام میں اعتدال سے کام لینا ضروری ہے۔ اسی طرح متعہ بلاضرورت پر بھی ممانعت وارد ہوتی ہے۔ جیسا کہ اقوال آئمہ اطہارؑ سے پوری طرح ثابت ہے متعہ کے جواز شرعی سے ناجائز فائدہ اٹھانا یقیناً اس کی حکمت ومصلحت کو خاک میں ملا دینا ہے اور ایسا کرنا عقلی طور پر جرم سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ عمل غیر معتدلہ سے پیدا شدہ نتائج کی ذمہ داری کسی صورت سے بھی حکم شرعی پر عائد نہیں ہو سکتی۔

مثال:۔ "پانی" ایک نعمت خاص ہے اور قدرت نے اسے ہر حالت میں حلال فرمایا ہے لیکن بلا پیاس آب خوری مضر صحت تو ہو سکتی ہے مگر منافیٔ حکم شرعی نہیں ہے۔ یہ انسان کا اپنا فرض ہے کہ ہر چیز کو اپنی ضرورت وتقاضا کے تحت استعمال میں لائے۔ اور حدودِ اعتدالیہ سے تجاوز نہ کرے۔ کیونکہ "عدل" کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اسے اصولِ دین میں شامل کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ آئمہ برحق نے اکثر ہدایت فرمائی کہ بلاضرورت متعہ نہ کیا جائے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے متعہ کے متعلق پوچھا گیا حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا "بیوی کی موجودگی میں تمہیں متعہ کی کیا ضرورت ہے؟" چنانچہ سائل نے عرض کیا کہ وہ محض تحصیل علم کی خاطر دریافت کرنا چاہتا ہے

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کا نظریہ

علمائے اہل سنۃ والجماعت میں جناب مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا مقام ممتاز محتاجِ تعارف نہیں وہ مفسر قرآن اور کسی حد تک فراخدل عالم ہیں۔ چنانچہ سورۃ المومنین کی آیت ۵-۶ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سُنیوں اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں مناظرہ نے بیجا شدت پیدا کر دی ہے۔ ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آجاتا ہے جن میں نکاح ممکن نہیں ہوتا۔ اور وہ "زنا" یا "متعہ" میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور رہ جاتا ہے۔ ایسے حالات میں "زنا" کی نسبت "متعہ" کر لینا بہتر ہے۔"

چنانچہ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ بوقت ضرورت "متعہ" کر لینا جائز ہے۔ اور بلاضرورت ممنوع ہے۔ اس امر کی تصدیق قرآن مجید، احادیث رسولؐ اقوال معصومینؑ اور فرمودات علمائے عظام سے ہوتی ہے۔ لہٰذا متعہ کی تحریم محتاج دلیل ہے۔ اور محض شیعوں کی ضد کی بنا پر نصوص قطعیہ کے باوجود اسے حرام سمجھا جانے لگا ہے۔ ناظرین کرام سے گذارش ہے کہ رسالہ ہذا کا غیر جانبدارانہ جذبات سے مطالعہ فرما کر اپنے قیمتی خیالات سے مطلع فرمائیں۔

سبیلِ سکینہ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۷۱

ناصبی بکواس پر تبصرہ

جب غیر شیعہ حضرات کو حلّیتِ متعہ کے سلسلہ میں ان کی کتب میں موجود روایات کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو ان میں سے کچھ افراد آگ بگولہ ہو جاتے ہیں اور تہذیب و اخلاق کے سارے بندھن توڑ کر گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں ایسی ہی مذموم ذہنیت کے ایک فرد عزیز احمد صدیقی صاحب ہیں جنہوں نے محض شیعہ دشمنی میں خداوند عظیم، رسول کریمؐ اور آلِ اطہار کے علاوہ اصحاب و دیگر بزرگانِ دین کی شان میں گستاخیاں کرنے کا وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ ہمیں ان کی ہرزہ سرائیوں کا اس مختصر رسالہ میں جواب دینا مقصود نہیں ہے مگر ان کی خیانت اور مکاری سے پردہ اٹھانا ضروری سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ ہم نے گذشتہ اوراق میں اسماءؓ بنت ابوبکر کی جو روایت نقل کی ہے۔ یہ نقل عزیز صاحب کو بہت ناگوار گزری ہے چنانچہ اپنی کتاب سبائی سبز باغ کے صـ ۲۷۵ پر اپنی ناراضگی کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

"اس ولد المتعہ (سید العلماء علامہ علی نقی النقوی مراد ہیں) کی جراءت دیکھئے۔ اپنی ماں بہنوں کی حرامکاری کی پردہ پوشی کرنے کے لئے کس بے حیائی سے خلیفہ اوّل کی پاک دامن طاہر اور مطہر بیٹی سے اپنی ناپاک روایت کو جو کسی دشمن اسلام رافضی نے تراشی ہے منسوب کرتا ہے اور مسلمانوں کی غیرت

کو للکارتا ہے۔ مگر افسوس نہ ملاّ بدایونی اس کتاب کو ضبط کرانے کے لئے بولتے ہیں اور نہ ملاّ مودودی جنکا تائیدی ارشادگرامی زینت گرد پوش کیا گیا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رافضیوں کو منع کرنے سے آخر روکا کس نے ہے۔ اسلامی دنیا میں جگہ جگہ چکلے آباد ہیں عیاشیاں ہو رہی ہیں کوئی روک ٹوک نہیں کرتا پھر اگر آپ اپنے آبائی ذریعہ معاش کو اختیار کرلیں یعنی اپنی ماں بہنوں کو اس دھندے سے لگا دیں تو کون اعتراض کرتا ہے"۔

اخلاقی ضوابط اور آداب تحریر کے آئینہ میں مندرجہ بالا عبارت جو مقام رکھتی ہے وہ قارئین پر ظاہر ہے۔ مجھے اس ناصبی کے بے ہودہ کلام پر نہ ہی کوئی تعجب ہے اور نہ ہی افسوس کیونکہ صدیوں سے سادات پر سبّ کرنا ان کے بزرگوں کی فطرت رہی ہے جو بدلی نہ جا سکی۔ میرا ایمان ہے کہ ہر دشمن اہل بیتؑ رسولؐ نطفہ نا تحقیق ہوتا ہے اور چونکہ عزیز احمد صدیقی بھی ایسے ہی ناصبی ہیں اس لئے ان کا ــــــ ہونا اُن کی عبارت ہی سے ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ حلالی زبان سے ایسی گفتگو نہیں ہو سکتی ہے۔ جو انہوں نے کی ہے بہرحال ہمیں اُن کی تولید ولادت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ البتہ اپنا ذاتی خیال یہ ہے کہ "کراچی میں نوزائیدہ بچے نالیوں میں پھینکے جا رہے ہیں" کا جو فقرہ عزیز صاحب نے لکھا ہے۔ شاید اُن ہی بچوں میں سے ایک وہ خود بھی ہونگے۔ اور انہیں ہی کے بزرگوں کی مہربانیوں سے اسلامی دنیا میں

چکلے آباد ہیں اور عیاشیاں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ اگر اُن کے بڑے گروہ متعہ پر تاجائز پابندی نہ لگاتے تو یہ حرامکاری نیست و نابود ہو جاتی لہٰذا اِس فحاشی و بدکاری کی تمام تر ذمہ داری بزرگ عزیز صدیقی کے سر ہے۔

جس روایت کو عزیز صاحب نے اپنی ناپاک روایت، کہہ کر ایسا تاثر دیا ہے کہ گویا یہ روایت کسی شیعہ نے خود گھڑ کر بیان کی ہے۔ وہ امام اہلِ سنۃ نسائی کی سنن میں موجود ہے۔ اور قاضی ثناءاللہ سنی نے اُسے اپنی تفسیر مظہری میں نقل کیا ہے امام نسائی کا مقام یہ ہے کہ اُن کی کتاب صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے۔ لہٰذا جو کچھ ناصبی نے بکواس کی ہے وہ ساری اپنے ہی امام نسائی سے متعلق ہے۔ اور مولوی بدالونی اور مودودی صاحب اسی لیے خاموش رہے ہیں کہ وہ جانتے تھے کہ یہ روایت خود ساختہ نہیں ہے بلکہ سنیوں کی معتبر کتب سے نقل کی گئی ہے اگر یہ روایت رافضیوں نے تراشی ہوتی تو ضرور سنیوں کی غیرت جاگ جاتی اور اِس کی تردید کرتے مگر ناصبی جن میں غیرت کا مادہ ہوتا ہی نہیں ہے بلکہ اُن کا ضمیر ہی بے غیرتی کا آمیزہ ہے۔ غیرت کی بات کرتے ہوئے بھی بے غیرت نظر آتے ہیں۔ لہٰذا عزیز صاحب نے اپنی بے حیائی اور بے غیرتی کا ایک ثبوت اِس طرح پیش کیا

"مرزا صاحب (مرزا آغا محمد سلطان اعلی اللہ مقامہ صاحب البلاغ المبین مراد ہیں) قانون دان آدمی ہیں۔ جو کچھ لکھتے ہیں۔ عدالت کے کانٹے پر ناپ تول کر لکھتے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے بڑھاپے کی وجہ سے عقل ماری گئی ہے اور خود اپنی بات سمجھنے سے عاری ہو چکے ہیں۔ دائمی اور عارضی نکاح کا مقابلہ کیا اور اس کی خوبیاں بس خود ہی سمجھ لیں یہ نہیں لکھا کہ ہمارے باپ دادا کی بھی سمجھ سے بعید تھیں۔ تاہم

کیا سمجھیں لیکن چونکہ ہمارا مذہب بنانے والے شیعہ پیشوا عبداللہ بن سبا حرام کاری کے ذریعہ اسلام کو بدنام کرنا چاہتے تھے۔ ہم وہ سب خوبیاں فرشتوں کے پیدا اور گناہوں کے معاف ہونے کی ماننے پر مجبور ہیں۔ بہر حال اگر اس بحث سے رافضی عقیدت مند مطمئن ہیں تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ خدا انہیں مبارک کرے۔ وہ سب اپنے دائمی نکاح عارضی کر کے اپنی اپنی بیویاں بدل ڈالیں۔ مگر بے چارے عمر کی جان کو کیوں روتے ہیں اس نے جس کو منع کیا وہ جانیں اور ان کا کام جانے تمہیں اس سے کیا مطلب (رسالہ سبز باغ ص۲۱،۴۹)

مرزا صاحب مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ نے جو تحریر فرمایا وہ آج تک لاجواب ہے محض تجارتی فائدے کی خاطر آپ نے البلاغ المبین کا مسکت جواب اپنی کتاب کے سرورق پر لکھ دیا حالانکہ جھوٹا سچا قوی یا کمزور کسی بھی قسم کا کوئی جواب خواہ وہ ایک ہی بات کا ہوتا آپ سے نہ بن پڑا۔ البتہ مرحوم نے اپنی قانون دانی اور عدالت کی جو مہر آپکی اور آپکے بزرگوں کی برہنہ پشت پر لگائی اس کی جلن آج بھی آپ کو محسوس ہو رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہوتی رہے گی۔ مرزا صاحب کی باتیں اس قدر جچی تلی اور معقول ہیں کہ معاند کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ اور ناصبیوں کو ایسی مرچیں لگاتی ہیں کہ شدت تکلیف سے بوکھلا اٹھتے ہیں اور ان کی سمجھ ماری جاتی ہے۔ تمہارے دائمی نکاح اور ہمارے عارضی نکاح میں فرق یہ ہے کہ تمہارا نکاح دائمی طلاق، طلاق، طلاق کہہ کر توڑا جا سکتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات تمہارا نکاح صرف ہمارا جلوس ہی دیکھ لینے سے ٹوٹ جاتا ہے جبکہ ہمارا عارضی نکاح بھی مقررہ مدت تک قائم رہتا ہے۔ اگر کوئی علمی دم خم ہے تو دلیل کو توڑو، استدلال باطل کرو، دشنام طرازی سے کیا ملے گا۔

سوائے اس کے کہ تمہاری ہار مسلم الثبوت قرار پائے۔ ابن سبا کا پہلے وجود ثابت کرو پھر اس کو ہمارے سر تھوپو اگر تمہیں اعتراض نہیں ہے تو پھر سیخ پا ہو کر صلواتیں کیوں سناتے ہو۔ کیا کسی شیعہ نے کہیں تمہاری کسی ماں بہن، بیٹی سے متعہ تو نہیں کرلیا جو اس قدر مشتعل ہو رہے ہو۔ اور عمر کی جان کو ہم کیا روئیں گے۔ تم خود روتے ہو کہ اسلامی دنیا میں جگہ جگہ چکلے آباد ہیں۔ ان چکلوں کا ایک ایک ذرہ رو رہا ہے کہ اگر متعہ پر پابندی عائد نہ ہوتی تو کوئی زنا نہ کرتا۔ سوائے شقی کے۔ بس ہمارا رونا یہی ہے اور ہمارا مطلب اس سے صرف اتنا ہے کہ تمہارے گرو جی نے حرام کاری کی راہ کھول کر چکلے آباد کئے ہیں۔ عیاشیوں کے اڈے چلائے اور اسلام کی پاکیزہ تعلیم کو اس رائج حرامکاری سے شدید نقصان پہنچایا ہے۔ یہی رونا ہمارے امام علیؑ ابن ابی طالب روئے اور یہی پکار اُن کے شاگرد عم زاد رسولؐ حضرت عبداللہ بن عباس نے کی یہی فرمایا اصحاب رسولؐ اور تابعین کی تھی۔ سمجھے کہ نہیں سمجھے!۔

ہم زبانی بدگوئی، بدکلامی اور فحش زبانی کو پسند نہیں کرتے۔ اور بازاریوں کی طرح لڑنا بھی ہمارا شعار نہیں ہے کہ یہ باتیں عقل سے بعید ہیں۔ انسانیت و تہذیب سے گری ہوئی ہیں۔ ہم حسنِ اخلاق کے پرستار ہیں۔ کسی کی دل آزاری اور اذردگی ہمارا مقصد نہیں ہے مگر ہم بھی انسان ہیں پتھر کا دل ہمارے سینہ میں نہیں ہے جب ہمیں بیٹھے بٹھائے تنگ کیا جاتا ہے تو مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ اپنا دفاع کریں۔

لہٰذا اگر کسی جگہ ایمانی جذبات کا غلبہ محسوس ہوا ہو تو درگذر فرمایئے۔ جب ہم مذہب اہلِ سنۃ والجماعۃ کے فتوے دیکھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں

کہ ایک ایسا مذہب عقد متعہ پر اعتراض کرتا ہے اور اُسے معاذاللہ زنا کہہ کر خدا، رسولؐ اور اصحاب رسولؐ کی توہین کرتا ہے جس کے امام اعظم نے یہ فتویٰ دیا کہ :۔

"زانیہ عورت کی خرچی حلال ہے اور جو اُجرت دیکر زنا کرے اُس پر حد شرعی بھی نہیں ہے" دیکھئے حلبی حاشیہ شرح وقایہ صفحہ ۲۹۸ فتاویٰ قاضیخاں نمبر ۲ صفحہ ۲۹۱ بحوالہ ڈھول کا پول صفحہ ۲۹

اب خود اندازہ لگائیے کہ جس مذہب کا یہ حال ہے کہ خرچی حلال اور زانیہ کو اُجرت لینے پر کوئی حد شرعی نہیں ہے وہ کس منہ سے متعہ پر اعتراض کر سکتا ہے ایمان سے فیصلہ کیجئے کیا ایسے فتوے عصمت فروشی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے اس شرعی فتوائے کے جواز ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ چکلے کی رونق ایسے مفتیوں کے دم سے قائم ہے، بازار حسن کی زینت انہی ائمہ کی تعلیمات سے دوبالا ہے۔ اور عیاشی و حرامکاری کا دھندا اور کاروبار ایسی ہی اخلاق سوز ہدایت کے تحت چمک رہا ہے۔

المختصر عقد متعہ کا حکم ایک فطری ضرورت کے تحت اسلام نے دیا تاکہ زنا جیسی فواحشی سے محفوظ رہا جائے اور قدرتی تقاضا پورا ہوتا ہے اس کی حلت قرآن مجید میں موجود ہے سنت رسولؐ اور عمل اصحاب الرسولؐ سے پوری طرح ثابت ہے اس عقد کو حرام کہنا یا معاذاللہ زنا سمجھنا محض تعصب اور شیعہ دشمنی کا نتیجہ ہے ورنہ کتاب و سنت سے اس کی حرمت ہرگز ثابت نہیں ہوتی ہے۔

تلخیص کلام یہ ہے کہ :۔

(۱) آیت متعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

(۲) عقد متعہ اور دائمی نکاح میں صرف تقرر مدت کا فرق ہے۔

(۳)۔ عقد متعہ فطری ضرورت کے وقت کیا جا سکتا ہے۔

(۴)۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے ثابت ہے کہ متعہ زمانہ رسولؐ، دور ابوبکر اور عمر میں جاری رہا۔

(۵)۔ حضرت عمر نے متعہ سے روکا۔

(۶)۔ حضرت علیؑ، عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر صحابہ متعہ کو حلال و جائز سمجھتے تھے

(۷)۔ حضورؐ نے متعہ فرمایا۔

(۸)۔ "حلالہ" اور "متعہ" میں بظاہر فرق نہیں بلکہ متعہ حلالہ سے بہتر ہے۔

۹۔ قرآن میں متعہ کے خلاف کوئی آیت موجود نہیں ہے۔ جو آیۂ متعہ کو منسوخ کرے

۱۱۔ حضرت عمر خود تسلیم کرتے ہیں انہوں نے متعہ سے منع کیا۔

متعہ پر کوئی حد شرعی نہیں ہے اس لیے زنا کہنا غلط ہے۔

۱۲۔ جو اعتراضات متعہ پر ہو سکتے ہیں تمام کے تمام نکاح دائمی پر کیے جا سکتے ہیں بلکہ بعض اوقات متعہ مذہب سُنیہ کے نکاح سے بہتر ہے

۱۳۔ بلا ضرورت متعہ کرنے کی ممانعت ہے۔

۱۴۔ مذہب سُنیہ میں "زنا" پر کوئی حد نہیں لہٰذا متعہ پر اعتراض کرنے سے قبل انہیں اپنے فتوے دیکھ لینا چاہئیں۔

متعہ دوریہ کا جھوٹا الزام

مخالفین نے جس طرح شیعوں پر دیگر کئی من گھڑت الزام لگا رکھے ہیں۔ اسی طرح کا ایک الزام یہ ہے کہ شیعہ "متعہ دوریہ" کرتے ہیں جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ایک ہی عورت سے ایک ہی وقت میں متعدد متعہ کر سکتے ہیں یعنی ایک عورت نے صبح نو بجے سے بارہ بجے تک ایک آدمی سے متعہ کیا پھر

بارہ بجے سے چار بجے تک دوسرے شخص نے کیا اور ۵ بجے سے آٹھ بجے تک کسی تیسرے مرد نے اُسی عورت سے متعہ کر لیا۔ یہ متعہ ہمارے دشمنوں کی خبیث ذہنیت، اخلاقی پستی اور پُر تعصب عناد کا پیدا کردہ ہے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ کسی بھی مستند شیعہ کتاب و اخبار میں اس بے ہودہ رسم کا ذکر نہیں ہے اگر کوئی بھی شخص کتب اربعہ یا اور کسی معتبر اثنا عشری کتاب سے ایسے متعہ کا جواز ثابت کر دے تو ہم مذہب شیعہ ترک کر دیں گے۔ باوجودیکہ ہمارے علماء شروع ہی سے اس الزام کی مسلسل تردید کرتے رہے ہیں لیکن فریق مخالف اس جھوٹ کو آج تک ہمارے سر تھوپے چلے جا رہے ہیں حالانکہ اس قبیح فعل کو ہمارے مذہب میں ثابت کر دینا بالکل ایسا ہے کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گذار لیا جائے۔ چنانچہ اس غلط، بے بنیاد افترا و اتہام کے خلاف جلیل القدر علامہ سید عبد الحسین شرف الدین آملی نے ان الفاظ میں پُر زور احتجاج فرمایا۔

"ہمارے یہاں اس متعہ کے علاوہ جس کے قیود و شرائط نکاح دائمی ہی کے مثل ہیں اور سوائے معیاد کے معین ہونے کے کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اور کسی قسم کے نکاح متعہ کی اصلیت نہیں ہے جسکے اُوپر ہمارے مذہب کے متفقہ احکام جو علمائے ملت کے ہزار ہا مصنفات فقہیہ میں مندرج ہیں۔ بہترین گواہ ہیں۔ لیکن محمود شکری آلوسی نے اپنے رسالہ میں انتہائی غلط بیانی اور تہمت طرازی سے کام لیا ہے یہ رسالہ مجلہ "المنار" کی جلد ۲۹ ص ۶ میں میری نظر سے گذرا اور اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اس میں شروع سے آخر تک

سوائے افترا و بہتان سب وشتم اور بے جا طعن و تشنیع کے کچھ نظر نہیں آتا۔ کتنی جرأت سے اس میں لکھا گیا ہے کہ شیعوں کے یہاں ایک متعہ دوریہ ہوتا ہے اور اس کے فضائل میں بہت احادیث نقل کی جاتی ہیں اور وہ یہ ہے کہ چند لوگ بوقت واحد ایک عورت سے متعہ کریں اور وہ عورت اُن سے اس طرح قرارداد کرے کہ صبح سے چاشت تک اس کے متعہ میں اور چاشت کے وقت سے دوپہر تک دوسرے کے متعہ میں اور دوپہر سے سہ پہر تک تیسرے کے متعہ میں اور سہ پہر سے مغرب تک چوتھے کے متعہ میں اور مغرب سے عشاء تک پانچویں کے متعہ میں اور عشاء کے وقت سے نصف شب تک چھٹے کے متعہ میں اور نصف شب سے صبح تک ساتویں کے متعہ میں رہے گی

(المنار جلد ۲۹ صفحہ ۱۴۲)

کاش خود منار کے ایڈیٹر یا اس کے قارئین میں سے کوئی اس افترا پرداز انسان سے پوچھتا کہ وہ شیعی جماعت کون سی ہے جس کے متعلق وہ اس امر کی نسبت دے رہا ہے اور وہ کون سے راوی کے احادیث ہیں جو اس متعہ کے فضائل میں وارد ہوئے ہیں اور وہ کونسی احادیث ہیں اور کہاں ہیں جن میں اس قسم کے متعہ کا تذکرہ ہے اور وہ کون محدثین ہیں جنہوں نے ان روایات کی تخریج کی ہے۔ اور کون سا عالم یا جاہل ایسا ہے جس نے اس کا فتویٰ دیا ہے کونسی کتاب کتب حدیث یا فقہ یا تفسیر ایسی ہے کہ جہاں اس مسئلہ کا تذکرہ ہے اگر یہ سوال کیا جاتا تو حقیقت حال معلوم ہو جاتی۔ اچھا لیجئے علمائے امامیہ کے مصنفات موجود ہیں۔ جو چھاپہ خانوں کی بدولت

ہزاروں کی تعداد میں مختصر و مبسوط، متن و شرح مختلف اقسام کی متقدمین و متاخرین دونوں جماعتوں کے تصانیف ہیں اور دنیائے اسلام میں شائع ہیں۔ ان میں ایک ایک کر کے ڈھونڈ ڈالا جائے بلکہ ان کے ایک ایک حرف کی تلاشی لی جائے تاکہ معلوم ہو کہ آلوسی اور ان کے ایسے دیگر افترا پرداز اشخاص درحقیقت زندہ مردہ دونوں ہی قسم کے افراد اہل اسلام و ایمان کے ساتھ حق کشی و ناانصافی کرنے والے اور ظالمین میں مندرج ہیں۔ اور انہوں نے سلف صالحین پر ایسے اتہام کی جرأت کی ہے جس کا سننا اور دیکھنا ناقابل برداشت ہے (فصول مہمہ فی تالیف الامہ مطبوعہ صیدا)

ایڈیشن دوم ص ۵۵ بحوالہ متعہ اور اسلام۔

ہمیں انتہائی افسوس ہے کہ مذہبی تعصب نے معاندین کو اس قدر اندھا بنا دیا ہے کہ غلط سے غلط واقعات جن کا وجود بھی نہیں ہوتا ہے انسانی غیرت و شرافت اور اخلاقی صداقت و دیانت کی تمام حدیں عبور کر کے ہمارے ساتھ منسوب کرتے رہتے ہیں اور اس حربہ کو وہ اپنی کامیابی خیال کرتے ہیں ایسے طبعزاد امور کے پروپگنڈے فریق مخالف کے لیے وقتی طور پر تو مفید ہو سکتے ہیں۔ لیکن بالآخر جھوٹ کا سر ہمیشہ نیچا رہتا ہے۔ اور جب بھی کوئی بے لاگ شخص ان افسانوں کی تحقیق کرتا ہے تو یہ ساری عمارت تار عنکبوت کی طرح تار تار ہو جاتی ہے۔ حقیقت حال کی تلاش کے متعلق چھان بین کرنے پر معلوم ہو جاتا ہے۔ جو کچھ جھوٹ کے پل باندھے گئے تھے وہ سارے بے بنیاد،

بے حقیقت اور بے اصل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ شیعوں کے سر تھوپے گئے تمام الزامات کا پول کھل گیا ہے۔ اور لوگ کثیر تعداد میں مذہب آل محمدؐ کو قبول کر رہے ہیں۔ اور ایسی ساری نشر و اشاعت سراپا کذب و دروغ ثابت ہو رہی ہے۔ لہٰذا متعہ دوریہ کے بارے میں ہم نے جو اوپر بیان کیا اس سے ساری غلط فہمی دور ہو جاتی ہے۔ اور حق نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

امید ہے کہ مندرجہ بالا معروضات کے بعد مخالفین متعہ ہمارے ہم خیال ہو جائیں گے بشرطیکہ وہ انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھیں۔

اب ہم مشہور عالم اہل سنت امام فخر الدین رازی کے قول پر یہ رسالہ ختم کرتے ہوئے قارئین کو دوبارہ دعوت غور دیتے ہیں۔

اگر کوئی شخص کہے کہ روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا میرے پاس کوئی ایسا نہ لایا جائے گا جس نے متعہ کیا ہو۔ مگر یہ کہ میں اس کو سنگسار کروں گا۔ حالانکہ یقیناً سنگ سار کرنا جائز نہیں ہے باوجود اس کے صحابہ نے اعتراض نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ باطل کے اوپر اعتراض کرنے سے خاموش رہتے تھے اس کا جواب یہ دیا جائے گا۔ کہ بظاہر حضرت عمرؓ نے یہ بطور تہدید و سیاست و انتظام کہا تھا۔ اور انتظامی و سیاسی حیثیت سے اس قسم کے امور حاکم کے لئے جائز ہیں"۔

پس علامہ رازی کے بیان سے ثابت ہوا کہ متعہ کی ممانعت کی حیثیت غیر شرعی ہے۔